ہمارا ہر لمحہ خدا کے حضور دعائیں کرتے ہوئے گزرنا چاہیئے

(خطبہ جمعہ فرمودہ ۱۹؍دسمبر ۱۹۷۵ء بمقام مسجد اقصیٰ ربوہ)

تشہّد و تعوّذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور انور نے فرمایا:-

جن حالات میں سے جماعت اس وقت تک گزرتی آئی ہے اور اس وقت گزر رہی ہے وہ حالات اس قسم کے ہیں کہ دُعا کے سہارے کے بغیر سانس لینا بھی مشکل ہو جائے۔ ساری دُنیا کو ہم نے اس لئے اپنا دشمن بنالیا ہے کہ دُنیا خدائے واحد و یگانہ کو چھوڑ کر اپنے بُتوں کی طرف مائل ہو چکی تھی اور خدا تعالیٰ کی راہ میں اور اس میں ہو کر زندگی گزارنے کی بجائے عیش و عشرت میں پڑ چکی تھی۔ جب ان کو جھنجھوڑا تو وہ غصے ہو گئے، جب انہیں خدائے واحد و یگانہ کی طرف بُلایا تو انہیں طیش آیا کہ تم ہمیں اپنے معبودوں سے چھڑوانا چاہتے ہو۔ جب قرآنِ عظیم کی حسین تعلیم ان کے سامنے پیش کی تو ہم نے انہیں غضبناک دیکھا کہ کیا ہم اپنی تعلیمات کو چھوڑ کر تمہاری طرف آ جائیں اور کیا تمہارے نزدیک ہماری تعلیمات درست نہیں اور ہمارے عقائد درست نہیں بلکہ بدعقائد ہیں۔ جب ہم نے انہیں کہا کہ عقل پر بھروسہ نہ کرو بلکہ اللہ تعالیٰ پر توکل رکھو تو اُنہوں نے کہا کہ ہمیں اتنی عقل مل چکی ہے کہ اس کے علاوہ ہمیں کسی اور چیز کی ضرورت نہیں۔ غرضیکہ انسانوں میں سے ہر گروہ نے خدائے واحد و یگانہ کو چھوڑ کر اور قرآنِ عظیم کی تعلیم سے منہ موڑ کر جیسا کہ خود قرآنِ عظیم نے اعلان کیا تھا کہ

يٰرَبِّ اِنَّ قَوْمِي اتَّخَذُوْا هٰذَا الْقُرْاٰنَ مَهْجُوْرًا (الفرقان:۳۱)

اپنے اپنے بُت اور اپنے اپنے طریقے بنالئے تھے یا قرآن کریم کی طرف توجہ نہ کر کے اپنی ایک طرزِ زندگی اور اپنے کچھ عقلی محلات بنائے ہوئے تھے۔ جب ان کی کمزوریاں اور ان کے نقائص بتائے گئے تو وہ غصے ہو گئے۔

ہمیں یہ کہا گیا ہے کہ ہم نے اپنے نمونہ سے اور اپنی فراست سے پیار کے ساتھ ان کو صداقت کی طرف لے کر آنا ہے۔ جب ہم اپنے نفسوں پر نگاہ کرتے ہیں تو خود کو اتنا کمزور، اتنا بے بس اور اتنا حقیر دیکھتے ہیں کہ ان ذمہ داریوں کے اُٹھانے کے قابل نہیں پاتے لیکن ہم پر جو ذمہ داریاں ڈالی گئی ہیں انہیں چھوڑ بھی نہیں سکتے کیونکہ ڈالنے والا ہمارا پیارا رب اللہ تعالیٰ ہے جس نے جماعت کو قائم کیا، جس نے اس پودے کو لگایا، جس نے پیار سے اس کی آبپاشی کی اور جس نے ہر مرحلہ اور ہر قدم پر اس کی حفاظت اور اس کی نشوونما کے لئے اپنی قدرت کے جلوے ظاہر کئے۔ پس ہم اپنی ذمہ داریوں کو چھوڑ نہیں سکتے ان سے منہ مُوڑ نہیں سکتے گو دُنیا ناراض ہے، دُنیا غصے میں ہے، دُنیا طیش میں ہے۔ آج دُنیا کو ہمارے جذباتِ خیر خواہی کی سمجھ نہیں آرہی۔

لیکن جیسا کہ مَیں نے بتایا ہے ہم کمزور ہیں، ہم حقیر ہیں، ہم بے مایہ ہیں، ہمیں کوئی اقتدار سیاسی یا کسی اور قسم کا حاصل نہیں اور نہ ہم اس کی خواہش رکھتے ہیں پھر ہم زندہ رہیں تو کس برتے پر، جئیں تو کیسے اور اپنی ذمہ داریوں کو نباہیں تو کن وسائل کے ذریعے۔ جب ہم یہ سوچتے ہیں تو ہمیں معلوم ہوتا ہے کہ ہمارے خلاف ان طوفانوں کے باوجود خدا تعالیٰ کے پیار کی آواز ہمارے کان میں یہ کہتی ہے کہ مَیں تمہارے ساتھ ہوں تم عاجزانہ راہوں کو اختیار کرتے ہوئے اپنی دعاؤں کے ساتھ، نہایت عاجزانہ دعاؤں، ابتہال کے ساتھ کی جانے والی دعاؤں کے ساتھ میرے پاس آؤ اور دعاؤں کے کھالوں کے ذریعے (کھال جس میں پانی بہتا ہے) دُعا کی نہر کے ذریعے میری رحمت کو اور میری برکت کو جذب کرنے کی کوشش کرو۔ دراصل ہمارا ہر لمحہ خدا کے حضور دعائیں کرتے ہوئے گزرنا چاہیئے کیونکہ اس کے بغیر تو نہ زندگی ممکن ہے اور نہ زندگی میں کچھ مزہ۔

دعاؤں کے دن کبھی زیادہ اہمیت رکھنے والے ہوتے ہیں اور کبھی عام دن ہوتے ہیں

لیکن ہمارے عام دن بھی دعاؤں کے بغیر اس رنگ میں نہیں گزر سکتے جس طرح کہ خدا چاہتا ہے کہ ہم گزاریں۔ دُعاؤں کے جو خاص ایام ہیں وہ ایک تو رمضان کے ایام ہیں اور رمضان کے موقع پر جماعت کے علماء مقررین خطیب اور علاقوں کے امیر وغیرہ دوستوں کو اس کی طرف توجہ دلاتے ہیں۔ یہ جماعت میں ایک روایت ہے ان دنوں قرآن کریم کا درس بھی ہوتا ہے۔ پھر حج کے ایام ہیں اور وہ بڑی دعاؤں کے ایام ہیں اور پھر ہم پر جو ذمہ داریاں ہیں ان کے لحاظ سے اللہ تعالیٰ نے ہمیں کئی اور خاص مواقع بھی بہم پہنچا دیئے ہیں۔ چنانچہ ہمارے لئے دعاؤں کے ایک وہ ایام ہیں جو ہمارے لئے اچانک پیدا کئے جاتے ہیں۔ جب ہمارا امتحان لیا جاتا ہے جب ہمارے لئے ابتلا کے سامان پیدا کئے جاتے ہیں تب دراصل اللہ تعالیٰ ہمارے لئے انتہائی دُعا کے سامان انتہائی اضطرار کے ساتھ دعا کے سامان اور انتہائی عاجزی کے ساتھ دُعا کرنے کے سامان پیدا کرتا ہے اور دعاؤں کے کچھ وہ ایام ہیں جو ہر سال ہی ایک چکر میں آتے رہتے ہیں ان میں سے ایک ہمارا جلسہ سالانہ ہے۔

جلسہ سالانہ قریب آ رہا ہے اللہ سب خیر رکھے تو انشاء اللہ آئندہ جمعہ جلسہ کے۔ تقاریر کے جو تین دن ہیں ان میں آئے گا۔ ویسے تو ہمارا جلسہ آٹھ دس دن پر پھیلا ہوا ہے لیکن تقریروں کے تین دن ہیں اور امسال ان میں سے پہلا دن جمعہ ہے اور وہ اگلا جمعہ ہے یعنی آج کے بعد کا خطبہ اللہ کے فضل اور اس کی رحمت اور اس کی منشا کے مطابق وہاں سامنے جو جلسہ گاہ بنے گی وہاں دیا جائے گا۔ ساری دُنیا کے احمدی جمع ہوں گے۔ اس موقع پر ان کو کچھ باتیں سُنائی جائیں گی جمعہ کے خطبہ میں بھی اور باقی ایام میں بھی۔ مَیں بھی اور میرے دوست اور ساتھی بھی تقاریر کے ذریعے اور گفتگو کے ذریعے اپنی مجالس میں خدا اور رسول کی باتیں جماعت کے کانوں تک پہنچائیں گے۔ ان ایام میں خاص طور پر دعاؤں کی ایک فضا پیدا ہو جاتی ہے لیکن اس سے قبل بھی ہمارے لئے خاص طور پر دعاؤں کے ایام ہیں۔ بہت سے دوست جلسہ کے لئے چل پڑے ہیں بلکہ اس سے پہلے مجھے یہ کہنا چاہیئے تھا کہ بہت سے دوست جلسہ کی خاطر ہزار ہا میل کا سفر طے کر کے ربوہ پہنچ چکے ہیں۔ بہت سے دوست ربوہ آنے کے لئے اور جلسہ میں شمولیت کے لئے آج ہوائی جہازوں میں سوار ہوں گے۔ بہت سے لوگ جلسہ میں شمولیت کے لئے

تیاری کر رہے ہیں۔ پھر جُوں جُوں ۲۶؍ تاریخ قریب آتی جائے گی (یعنی تقاریر کے دن قریب آتے جائیں گے کیونکہ ۲۶ کو تقریروں کا جلسہ شروع ہوتا ہے) ربوہ میں داخل ہونے والوں کی روزانہ کی حاضری بڑھتی چلی جائے گی اور میرا اندازہ ہے کہ آخری دن یعنی ۲۵؍ تاریخ سے ۲۶؍ تاریخ کی صبح تک کوئی ۲۵۔۳۰ ہزار نفوس اس چھوٹے سے قصبہ میں داخل ہوتے ہیں۔ وہ کسی دُنیوی غرض یا دُنیا کی تجارت کے لئے نہیں آتے لیکن وہ ایک ایسی تجارت کے لئے آتے ہیں جس سے بہتر کوئی تجارت ممکن نہیں ہے یعنی خدا تعالیٰ کے پیار کو حاصل کرنے کے لئے کچھ باتیں سُننے، کچھ عزم کرنے اور کچھ ارادے پختہ کرنے کے لئے وہ یہاں آتے ہیں۔

یہاں کے جو دوست ہیں یعنی اہل ربوہ جلسہ کے ایّام میں ان کی ذمہ داریاں بڑھ جاتی ہیں اور ان کے فرائض میں اضافہ ہو جاتا ہے وہ اپنے اخلاق اور اپنے میل ملاپ کے ایک نازک دَور میں داخل ہوتے ہیں۔ ان کو سال کے ہر دن ہی جماعت کے سامنے اور دُنیا کے سامنے ایک نمونہ پیش کرنا چاہیئے لیکن ان ایام میں جبکہ اجتماع ہو ذمہ داریاں بڑھ جاتی ہیں۔ احادیث میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ارشادات میں بھی یہ ذکر ہے کہ اجتماع کے موقع پر ذمہ داریاں بڑھ جاتی ہیں زبان پر ذمہ داری پڑتی ہے۔ مہمانوں کی خاطر مدارت کرنے، ان کے لئے کھانا لانے، ان کو کھانا پیش کرنے، کھانا کھلانے، ان کے برتن دھونے وغیرہ ان کاموں کے لئے چلنا پھرنا اور بہت ساری حرکت کرنی پڑتی ہے کام کے دوران اس کی طرف شاید کسی کی توجہ نہ ہوتی ہو لیکن یہ بڑا کام ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ ان ایّام میں ربوہ میں کئی لاکھ برتن تو دُھلتے ہی ہوں گے یہ کوئی معمولی کام نہیں ہے لیکن چونکہ خدا کے پیار کے حصول کے لئے جماعت کو اس کی عادت پڑ چکی ہے اس واسطے ان کی توجہ اس طرف نہیں ہوتی وہ اپنا کام کرتے چلے جاتے ہیں۔ بہرحال بہت بڑی ذمہ داریاں آ پڑتی ہیں ذمہ داریوں کی فضا بدل جاتی ہے، اخلاق کے اظہار کی فضا مختلف ہو جاتی ہے۔ اس وقت پیار کے موقعے ہوتے ہیں ملنا ملانا، باتیں کرنی، آنے والوں کا خیال رکھنا اور اپنا خیال رکھنا ہوتا ہے کیونکہ وَلِنَفْسِكَ عَلَيْكَ حَقٌّ (بخاری کتاب الصوم) کا حکم بھی تو ہے اپنا یہ خیال رکھنا ہوتا ہے کہ بیمار نہ ہو جائیں کہ اس ثواب سے محروم ہونا پڑے۔ گھر والوں کو یہ خیال رکھنا ہوتا ہے کہ ناسمجھ بچے

جن کی عمر ابھی پختہ نہیں جن کے دماغ ابھی پختہ نہیں کہیں وہ اس موقع سے فائدہ اُٹھانے میں غفلت اور کوتاہی نہ کرنے والے ہوں۔

ہر ذمہ داری جو انسان پر پڑتی ہے (ایک احمدی کی زندگی میں) وہ اس کو ایک جھٹکا دے کر اسے اپنے خدا کی طرف متوجہ کرتی ہے اور وہ ذمہ داری یہ کہتی ہے کہ مَیں آ گئی ہوں لیکن تُو اس ذمہ داری کو تبھی نباہ سکتا ہے کہ جب خدا تعالیٰ کا فضل تیرے شامل حال ہو اس واسطے جا اور اپنے رب کے حضور جھک اور اس سے دعا کر، اس سے مدد مانگ اور اس سے توفیق حاصل کرنے کی کوشش کر۔ پس دوست ابھی سے دُعائیں شروع کر دیں خاص طور پر جلسہ کی ذمہ داریوں کی ادائیگی کے لئے اور ان لوگوں کے لئے جو ہزار ہا میل سے غیر ممالک سے چل کر یہاں پہنچ گئے ہیں یا روانہ ہو گئے ہیں اور ہوائی جہازوں میں بیٹھے ہوئے ہیں۔ میرے علم میں ہے کہ اس وقت بھی بہت سے احمدی دوست (سینکڑوں کی تعداد میں مصروف پرواز ہیں اور جلسہ کے لئے آ رہے ہیں۔ دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ ان کے اس دور دراز کے سفر میں ان کی حفاظت کرے، اللہ تعالیٰ انہیں صحت سے رکھے۔ اللہ تعالیٰ انہیں اُن دعاؤں کے کرنے کی توفیق عطا کرے جن کا مطالبہ یہ جلسہ ان سے کر رہا ہے۔ وہ اپنے پیچھے بہت سے رشتہ دار چھوڑ کر آئے ہیں اللہ تعالیٰ ان کو بھی اپنی حفاظت اور امان میں رکھے۔ وہ لوگ یہاں کے فیوض اور برکات سے خدا تعالیٰ کی توفیق کے ساتھ اپنی جھولیاں بھریں اور بہت فائدہ اُٹھا کر واپس جانے والے ہوں اور اللہ تعالیٰ ان کا مستقبل ان کے ماضی سے زیادہ روشن کرے اور خدا تعالیٰ کے پیار کو وہ پہلے سے زیادہ حاصل کرنے والے ہوں اور ان کو ہر قسم کی ان برکات سے وافر حصہ ملے جن برکات کے لئے مہدی معہود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جلسہ میں شمولیت کرنے والوں کے لئے دعائیں کی ہیں۔

یہ تو مَیں غیر ممالک کی بات کر رہا ہوں یہاں پاکستان کے دور دراز علاقوں سے بھی اس سردی میں اتنے پیار سے لوگ آتے ہیں کہ میں افسر جلسہ سالانہ رہا ہوں اور سپیشل گاڑیوں پر مہمانوں کا استقبال کرتا رہا ہوں مجھے معلوم ہے کہ مائیں اپنے دودھ پیتے بچوں کا بھی خیال نہیں رکھتیں۔ جس وقت ربوہ میں گاڑی کھڑی ہوتی ہے اتنا پیار ان کو اپنے مرکز ربوہ سے ہے ربوہ کی

اینٹوں سے نہیں، نہ یہاں کے گارے اور سیمنٹ سے یا چھتوں سے یا یہاں کے مکانات سے ہے بلکہ ربوہ سے ان کو اس لئے پیار ہے کہ یہ وہ جگہ ہے کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی عظمت اور آپ کے جلال کو دُنیا میں قائم کرنے کے لئے جو تحریک اُٹھی تھی اس کا یہ مرکز بن گیا ہے۔ یہ اس تحریک کا مرکز ہے اس لئے ان کے دلوں میں وہ پیار اور وہ محبت ہے۔ یہاں آ کر وہ ساری تکالیف کو بھول جاتے ہیں اور دعا کریں خدا کرے کہ ان ایام میں ان کو کوئی تکلیف بھی نہ پہنچے اور بعد میں آنے والے ایام میں بلکہ وہ ہمیشہ ہی اللہ کی پناہ میں رہیں۔

جو اہل ربوہ ہیں ان پر کبھی ہم غصے بھی ہوتے ہیں کبھی ان کی کمزوریوں کی طرف بھی انہیں توجہ دلاتے ہیں کیونکہ مومن کا ہر قدم ہر آن پہلے سے آگے بڑھنا چاہیئے لیکن اس سے انکار نہیں کیا جا سکتا کہ جماعت میں بھی یہ ایک ایسا گروہ ہے کہ یہاں کی اکثریت انتہائی قربانیاں کرنے والی ہے اور دُنیا کے نقشے میں اس قسم کی کوئی کمیونٹی (Community) اور کوئی قصبہ انسان کو نظر نہیں آئے گا۔ یہ چھوٹا سا قصبہ جس کی آبادی اب شاید بمشکل ۶۷/۶۸ ہزار ہو گی یہ قریباً ایک لاکھ مہمانوں کو سما لیتا ہے اور پتہ بھی نہیں لگتا۔ وہ کیا چیز ہے جو ان کو سنبھالتی ہے؟ ان کو ایک اہل ربوہ کا پیار سنبھالتا ہے، ان کو اہل ربوہ کا خدمت کا جذبہ سنبھالتا ہے، ان کو اہل ربوہ کی دعائیں سنبھالتی ہیں۔ اہل ربوہ پر بھی اللہ تعالیٰ بڑا ہی فضل کرے اور انہیں اپنی ذمہ داریوں کو نباہنے کی توفیق دے اور انہیں اجر عظیم عطا کرے اور ان کی نسلوں کو بھی اس ذمہ داری کے سمجھنے اور اس کے ادا کرنے کی توفیق عطا کرے۔

دعائیں کریں کہ آنے والے بھی اور یہاں آ کے رہنے والے بھی سارے کے سارے قرآنِ کریم کے علوم کو سیکھنے والے، سمجھ کر سیکھنے والے ہوں ان پر عمل کرنے والے ہوں اور علوم کے ان خزانوں کو دُنیا میں پھیلانے والے ہوں۔ اللہ تعالیٰ جماعت کے ہر فرد کو یہ توفیق عطا کرے کہ وہ عظمتِ قرآن کو دُنیا میں قائم کرنے والے اور نورِ قرآن کو دُنیا میں روشن تر کرنے والے ہوں۔ پس دعاؤں کے ان ایّام میں غفلت سے کام نہ لیں بلکہ بے حد دعائیں کریں۔ اتنی دعائیں کریں کہ آسمانوں سے خدا تعالیٰ کے فرشتوں کا نزول ہو اور وہ آپ کے لئے حفاظت کا اور آپ کے لئے امن کا اور آپ کے لئے سلامتی کا اور آپ کے ذہنوں کے لئے جلا کا اور

آپ کے عزم کے لئے پختگی کا سامان پیدا کرنے والے ہوں اور وہ دن جلد آئے کہ جب ہم توحید کو ساری دُنیا میں غالب دیکھیں اور محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی عظمت اور جلال کو ہر دل میں ''کِلّے'' کی طرح گڑا ہوا پائیں اور ہماری زندگی کا مقصد ہمیں مل جائے اور اللہ تعالیٰ کی رضا ہمیں حاصل ہو کہ جسے خدا تعالیٰ کی رضا مل جائے اسے پھر نہ اس دُنیا میں کسی اور چیز کی ضرورت باقی رہتی ہے اور نہ اُس دُنیا میں کسی اور چیز کی ضرورت رہے گی۔ دعائیں کرو اور میں یہ دعا کرتا ہوں کہ مجھے بھی اور آپ کو بھی اللہ تعالیٰ صحیح رنگ میں دعا کرنے کی توفیق عطا کرے اور پھر انہیں قبول کرے اور اللہ تعالیٰ ہمیں اعمالِ صالحہ بجا لانے کی توفیق دے اور مقبول اعمال ہم سے سرزد ہوں۔ اَللّٰھم اٰمین۔

(روزنامہ الفضل ربوہ ۲۵؍مارچ ۱۹۷۵ء صفحہ ۲ تا ۶)